آخری عشرے سے متعلق چند امور پر انتباہ

تحریر

شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر ،مسرہ۔طائف

Maqubool Ahmed Maquboolahmad.blogspot.com
SheikhMaqboolAhmedFatawa islamiceducon@gmail.com
Sheikh Maqbool Ahmed salafi Off page 00966531437827

آخری عشرے سے متعلق چند امور پر انتباہ

مقبول احمد سلفی

اسلامک دعوۃ سنٹر -شمالی طائف

رمضان المبارک کا آخری عشرہ فضیلت کے لحاظ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اسی میں اعتکاف ہے اور اسی میں شب قدر ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ قرآن کا نزول بھی اسی مبارک رات میں ہوا بنابریں سبب رسول کریم ﷺ اس عشرے میں طاعات پر زیادہ محنت کرتے اور اپنے اہم وعیال کو بھی اس کی دعوت دیتے۔ ہم بھی اپنے پیارے نبی کی پیاری سنت پر عمل کرتے ہوئے آخری عشرے میں بھلائی کے کاموں پر زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور شب قدر پانے کے لئے خوب خوب اجتہاد کریں، اس کے لئے اللہ سے توفیق طلب کریں اور کثرت سے شب قدر کی دعا پڑھا کریں۔

مندرجہ ذیل سطور میں آخری عشرہ سے متعلق چند ایسے امور پر اطلاع دینا مقصود ہے جن کے بارے میں سوالات کئے جاتے ہیں یا بے دینی کو دین سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے۔

(1)آخری عشرہ میں تساہلی:

مشاہدے میں بات آئی ہے کہ شروع رمضان میں لوگوں میں عبادت وبھلائی کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے، یہ شوق عشرہ گزرنے کے ساتھ کم ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ آخری عشرہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

(2)الوداعی جمعہ کا حکم:

جواب: آخری عشرے سے متعلق ایک بات لوگوں میں الوداعی جمعہ سے متعلق رائج ہے جو اصل میں عوام کی مشہور کردہ غلط فہمی ہے، اس کا علماء سے اور کتاب وسنت سے تعلق نہیں مگر اب عوام کے ساتھ کچھ علماء بھی متاثر ہوگئے۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو الوداعی جمعہ کہنا، خطبہ میں یا محفل قائم کرکے اس کے گزرنے کا مرثیہ پڑھنا سراسر دین میں زیادتی اور نئی ایجاد ہے۔ کتاب وسنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے الفاظ سلف صالحین کے یہاں ملتے ہیں۔ ہر ہفتے جمعہ کا دن آتا ہے تو پھر کسی ایک مہینے کے آخری جمعہ کو الوداعی جمعہ کہنا بالبداہت بھی صحیح نہیں ہے اور جمعہ تو ہفتے کی عید ہے وہ بھی رمضان المبارک کا جمعہ اس پہ بیحد خوشی ہونی چاہئے خواہ پہلا جمعہ ہو یا آخری جمعہ۔ یاد رکھیں رمضان کے آخری عشرہ میں ہی شب قدر ہے ہمیں اعتکاف اور شب بیداری واجتہاد کے ذریعہ اسے پانے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان ایام میں خاص طور سے فضول کام اور تضییع اوقات کا سبب بننے والے امور سے بچنا چاہئے۔

اس مناسبت سے ایک پیغام امت مسلمہ کے نام دینا چاہتا ہوں کہ رمضان کا آخری جمعہ رخصت ہوتے ہی رمضان بھی ہم سے قریب رخصت ہو جائے گا، تو الوداعی جمعہ منانے کی بجائے میں دین اور اعمال صالحہ پر اسی طرح قائم رہنے کی تلقین کرتا ہوں جس طرح رمضان میں قائم تھے۔ نیکی صرف رمضان کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ جس طرح ایثار وقربانی، اعمال صالحہ، طاعات وبھلائی، صدقات وخیرات، عبادت وذکر الہی اور دعوت الی اللہ کی طرف رمضان میں مائل تھے اسی طرح رمضان بعد بھی کرتے رہیں تاکہ دین پر استقامت حاصل رہے اور اسی حال میں موت آئے۔ ایسے لوگ اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں اور دین پر ہی وفات پانے سے اس کے فضل واحسان سے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

(3)معتکف کا درس دیناکیساہے ؟

جواب: اگر مسجد میں موجود لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہو اور معتکف (اعتکاف کرنے والا) ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے قابل ہے تو انہیں درس دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں پابندی کے ساتھ اعتکاف کے اپنے قیمتی اوقات کو درس پر ہی صرف نہ کرے، اعتکاف دراصل عبادت کے لئے فراغت کا نام ہے لہذا اس مقصد کی تکمیل میں کوشاں رہے۔

شیخ محمد صالح عثیمین رحمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا معتکف کا کسی کو تعلیم دینا یا درس دینا صحیح ہے تو شیخ کا جواب تھا:

الأفضل للمعتكف أن يشتغل بالعبادات الخاصة كالذكر والصلاة وقراءة القرآن وما أشبه ذلك . لكن إذا دعت الحاجة إلى تعليم أحد أو التعلم فلا بأس . لأن هذا من ذكر الله عز وجل(فتاوى الشيخ محمد صالح العثيمين 549/1)

ترجمہ: متعکف کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ عبادت میں مشغول رہے مثلاً ذکر، نماز، قرآن کی تلاوت اور جو اس قبیل سے ہوں لیکن اگر کسی شخص کو تعلیم دینے اور سکھلانے کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کے ذکر میں سے ہے۔

(4)خواتین کا گھر میں اعتکاف :

اعتکاف عورت و مرد دونوں کے حق میں مسنون ہے اور دونوں کے لئے اعتکاف کی جگہ صرف مسجد ہے مگر مسلکی علماء اختلاط اور فتنہ کے خوف سے خواتین کو گھروں میں اعتکاف کی تعلیم دیتے ہیں، یہ سنت کی مخالفت ہے۔ یہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کے لئے علاحدہ جگہ نہ ہو وہاں عورتیں اعتکاف نہ

کریں اور جہاں عورتوں کے لئے جگہ مخصوص ہو وہاں اعتکاف کریں،اس سے اختلاط اور فتنے کا خوف رفع ہو جائے گا۔

(5)شب قدر میں وعظ ونصیحت کا حکم:

جواب: شروع رمضان سے ہی اکثر مساجد میں تراویح کے بعد دروس و محاضرات اور تفسیر قرآن کا لمبا لمبا سلسلہ چلتا رہتا ہے جو نمازیوں کے لئے باعث مشقت ہے۔حالانکہ یہ جائز وناجائز یا بدعت کا مسئلہ نہیں ہے،یہ بھی منجملہ رمضان کے نیک اعمال میں سے ہے لیکن تراویح کے بعد کوئی سلسلہ طوالت کا لوگوں کے لئے مزید مشقت کا سبب ہے۔میرے خیال سے تراویح کے بعد مختصر دروس اور مختصر تفسیر پہ ہی اکتفا کرنا چاہئے،یا لمبے دروس وتفسیر کے لئے کوئی اور مناسب وقت متعین کرنا چاہئے جس میں لوگ بلا مشقت اور نشاط کے ساتھ درس وتفسیر سے فائدہ اٹھا سکیں۔اس وقت دروس و محاضرات کا سلسلہ آخری عشرے اور اس کی طاق راتوں میں بھی شروع کیا جانے لگا ہے۔کچھ لوگ چار چار رکعت کے بعد وعظ کرتے ہیں تو کچھ لوگ تراویح کے آخر میں۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آخری عشرے میں درس دینا لوگوں کے لئے مناسب ہے اور شرعا اس عمل کی کہاں تک گنجائش ہے؟

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ دینی دروس بہر حال مفید ہیں مگر اس کے لئے مناسب وقت کا تعین ضروری ہے، اس عمل کے قبیل سے لوگوں میں جواز وعدم جواز سے متعلق دو قسم کی آراء سامنے آرہی ہیں۔جواز والوں کا کہنا ہے کہ یہ بھی خیر کے کاموں میں سے ہے اور چونکہ نبی ﷺ سے کسی خیر کی ان راتوں میں ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرے کے لئے خیر کے کاموں کو مخصوص کیا ہے بلکہ آزادی ہے جس قسم کا بھی کار خیر کرے۔اس بات پر عرض یہ ہے کہ بلاشبہ درس دینا دعوت الی اللہ اور خیر کا کام ہے اور بڑے اجر کا

باعث ہے مگراس قدر اجر وثواب والا عمل ہونے کے باوجود سلف سے آخری عشرے میں یہ کام منقول نہیں ہے ۔ہاں کوئی ان ایام کی فضیلت کے تعلق سے ایک آدھ مرتبہ لوگوں کو کچھ نصیحت کرنا چاہے تو مجھے اس میں کوئی حرج نہیں محسوس ہوتا لیکن باقاعدہ ان راتوں میں اجلاس یا دروس کا سلسلہ قائم کرنا محل نظر ہے۔اگر جواز والے ان راتوں میں پابندی سے درس کے قائل ہیں جو کہ کار خیر ہے تو پھر ان کی نظر میں دسیوں علماء کو بلا بلا جلسہ منعقد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے جبکہ اس بات کے وہ بھی قائل نہیں ہوں گے تو معلوم یہ ہوا کہ یہ راتیں عبادت کے لئے فارغ ہونی چاہئے۔آیئے ایک حدیث کی روشنی میں نبی ﷺ کا اسوہ دیکھتے ہیں کہ آخری عشرہ میں آپ ﷺ کیا کرتے تھے ؟۔

عنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ(صحيح البخاري:2024)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دس دنوں میں داخل ہوتے تو (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے،خود بھی شب بیداری کرتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں۔

(1)شد میزرہ: کمر کس لیتے یعنی عبادت کے لئے بالغ اجتہاد کرتے۔عورتوں سے کنارہ کشی کے بھی معنی میں آیا ہے۔

(2)احیالیلہ: شب بیداری کرتے رات میں عبادت کے لئے خود کو بیدار رکھتے۔

(3)ایقظ اھلہ: اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے کیونکہ یہ اہم رات ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کے اسوہ کو اپناتے ہوئے آخری عشرے میں ہمارا بھی یہی طرز عمل ہونا چاہئے تاکہ شب قدر اور اس کی فضیلت کو پاسکیں۔

(6) شب قدر کی مخصوص نماز:

جب آخری عشرہ شروع ہونے لگتا ہے تو مسلمانوں کے بعض طبقوں میں عموما شب قدر کی مخصوص نماز سے متعلق رسالہ تقسیم کیا جاتا ہے جس میں 21، 23، 25، 27، اور 29 کی راتوں کے لئے الگ الگ طریقے سے پڑھی جانے والی شب قدر کی نماز کا مخصوص طریقہ مع اذکار لکھا ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی سنت میں شب قدر کی کوئی مخصوص نماز نہیں ہے اور جب شب قدر ہی مخصوص نہیں تو اس کی نماز کیسے مخصوص ہوسکتی ہے، اصلا یہ صوفیوں کا طریقہ ہے اس سے بچا جائے اور دوسروں کو بھی بچایا جائے۔

(7) آخری عشرہ کی مخصوص دعا:

ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر لوگوں نے تینوں عشروں کی مخصوص دعا ایجاد کر دی ہے۔ پہلے عشرہ میں رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین، دوسرے میں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور تیسرے میں اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا۔

ان میں پہلے اور دوسرے عشرے کی مخصوص دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے البتہ تیسرے عشرہ کی جو دعا ہے وہ شب قدر کے لئے ہے لہذا ہم آخری عشرہ میں تمام دن پڑھ سکتے کیونکہ شب قدر اسی آخری عشرہ میں ہے۔

(8)آخری عشرہ میں دو مرتبہ قیام اللیل کرنے کا حکم:

جواب: عموما رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی نماز پڑھ لی جاتی ہے اور بعض جگہوں پر آدھی رات کے بعد دوبارہ جماعت سے قیام اللیل کا اہتمام کیا جاتا ہے، لوگ پوچھتے ہیں کہ جب تراویح آٹھ ہی رکعت ہے تو پھر دوبارہ قیام کیوں کیا جاتا ہے اور اس کی شرعا کیا حیثیت ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں نبی ﷺ دوسرے عشرے کی بنسبت زیادہ عبادت کرتے تھے بلکہ آخری عشرہ تو عبادت کے لئے بیدار رہنے کا نام ہے۔ ان ایام کی راتوں میں جس قدر ہو سکے عبادت پر اجتہاد کرنا چاہیئے، کوئی رات بھر عبادت کرے، کوئی دو تین بار اٹھ اٹھ کر عبادت کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رات کی نفلی نماز دو دو رکعت ہے خواہ کوئی فجر تک پڑھے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

صلاةُ الليلِ مثنى مثنى ، فإذا خشي أحدُكم الصبحَ صلى ركعةً واحدةً ، توتِرُ له ما قد صلى. (صحيح البخاري:990 و صحيح مسلم:749)

ترجمہ: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، اور اگر تم میں کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو، اور وہ ایک رکعت پڑھ لے، تو یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کے لئے وتر ہو جائیگی۔

رمضان میں کثرت سے مستحب اعمال انجام دینا چاہیئے اور نفلی عبادتیں مستحب اعمال میں سے ہیں، اگر کوئی امام کے ساتھ آٹھ رکعات تراویح کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے دوبارہ اٹھ کر قیام کرنے کی ممانعت نہیں ہے خواہ پہلا عشرہ ہو یا آخری عشرہ اور آخری عشرہ عبادت پر اجتہاد کے اعتبار سے کافی اہم ہے کیونکہ اسی میں شب قدر ہے لہذا آخری عشرے کی ساری راتوں میں پوری پوری رات جگ کر عبادت کرنا مستحب و مسنون عمل ہے۔

(9)عید کی اڈوانس میں مبارکبادی دینے کا حکم:

جواب: سنت سے عید کی مبارکباد دیناثابت ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کو عید کے دن عید کی مبارکباد دیتے تھے۔ یہ مبارکبادی عید کی نماز کے بعد دینی چاہئے۔ مبارکبادی کے الفاظ ہیں: تقبل اللہ منا ومنک۔ کوئی عید مبارک کے الفاظ کہتا ہے تو بھی درست ہے۔ جہاں تک عید کی مبارکبادی دینا قبل از وقت تو یہ سنت کی خلاف ورزی ہے، عید کی مبارکبادی تو عید کے دن، عید کی نماز کے بعد ہونی چاہئے کہ اللہ کے فضل کے سبب ہمیں عید ومسرت میسر ہوئی۔اس سلسلے میں بعض علماء ایک دودن پہلے تہنیت پیش کرنے کے قائل ہیں مگر احتیاط کا تقاضہ ہے کہ عید سے پہلے مبارکبادی پیش کرنے کو سنت کی مخالف کہی جائے کیونکہ لوگ اس وقت ہر چیز کے لئے مبارک پیش کرنے لگے ہیں اور وہ بھی کتنے دنوں پہلے سے ہی۔ لوگوں میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ کم اور مبارکبادی پیش کرنے کارواج زیادہ ہوتا نظر آرہاہے۔

شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ سے عید سے ایک دودن پہلے مبارکبادی پیش کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو شیخ نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مبارکبادی تو عید کے دن یا عید کے بعد والے دن مباح ہے لیکن عید کے دن سے پہلے مبارکبادی دینے سے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ اسلاف سے کچھ ثابت ہے تو پھر لوگ عید سے پہلے کیسے تہنیت پیش کرتے ہیں جس کے متعلق کچھ ثبوت نہیں ہے۔

(10)مسجدوں کی بجائے بازاروں میں چہل پہل :

شروع میں کہا گیا ہے کہ لوگوں میں آخری عشرہ کی آمد پر عبادت کے تئیں سستی پیدا ہو جاتی ہے جبکہ اسی میں سب سے زیادہ چستی پھرتی چاہئے۔ رات تو جاگتے ہیں مگر عبادت کے لئے نہیں بات چیت،، کھیل کود، سیر و تفریح بطور خاص عید کی تیاری کے لئے بازار میں بکثرت سے آمد ورفت۔ اس قدر اہم راتیں اور ہم بازاروں کو رونق بخشتے ہیں یہ ہماری غفلت، رمضان کی ناقدری اور ہر قسم کی بھلائی سے محرومی کی دلیل ہے۔

(11) فطرانے کی ادائیگی میں غلطی :

کتنے سارے مسلمان صدقۃ الفطر شروع رمضان سے ہی نکالنا شروع کردیتے ہیں، کتنے لوگ مفتی صاحب سے فیکس فطرہ کی رقم معلوم کرکے گھر کے سارے افراد کی طرف سے رقم اکٹھا کرلیتے ہیں اور رمضان میں آنے والے سائلوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ صدقۃ الفطر فیکس ڈھائی کلو اناج میں سے ادا کرنا ہے اور اس کا افضل وقت عید کا چاند نکلنے سے نماز عید تک ہے۔ہاں ایک دو دن پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے تاہم کئی دن پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے نہ ہی اناج کو پیسہ بنا کر دیا جاسکتا ہے الا یہ کہ اس کی کسی کو ضرورت ہو۔

(12) خواتین کی بے عملیاں :

عورتوں میں شب قدت کی عبادت کے تئیں کافی سکوت پایا جاتا ہے،وہ خود کو گھر کے انتظامی امور کا ملکہ سمجھتی ہیں ۔نئے کپڑوں کا انتخاب، گھروں کی زیبائش، عمدہ پکوان کی تیاری اور مصنوعی زیب وزینت کی مصروفیت میں غرق رہتی ہیں۔ کچھ اللہ کی بندیاں اچھی بھی ہیں مگر نوجوان نسل تو اللہ کی پناہ۔ حد تو اس وقت ہو جاتی ہے جب اجنبی مردوں سے اپنے ہاتھوں پر مہندیاں سجاتی ہیں۔اللہ کے لئے اپنے مقام کو پہچانو،اپنی عزت کرو،دنیاوی معاملات پر دین کو ترجیح دو اور آخری عشرہ میں شب بیداری کرکے عبادت پر محنت کرو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں آخری عشرہ میں سنت نبوی کی اقتداء کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل وکرم سے شب قدر کی توفیق دے کر اس کی ہر بھلائی سے نواز دے۔آمین

==========================